مولانا خلیق احمد مفتی (انڈیا)

اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک کیسے بنے؟

اس اہم ترین اور نازک سوال کا جواب اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے درج ذیل اسباب کو اختیار کیا جائے۔

اولاد کے لئے دعائے خیر:

انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی صلاح وفلاح اور دنیا وآخرت میں بہتری اور ترقی وکامیابی کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے خوب گڑگڑا کر اور عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا وفریاد کرتا رہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مناسب ترین دعا تو یہی ہے جو سورہ الفرقان کی آیت نمبر ۷۴ میں موجود ہے' وہاں سے یاد کی جاسکتی ہے اس کے علاوہ سورۂ احقاف کی آیت نمبر: ۱۵ میں مذکور اس دعا کا بھی اہتمام والتزام کرنا چاہیے۔

رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین۔ (احقاف:۵)

''اے میرے رب! تو مجھے اس بات کی توفیق عطا فرما کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے' اور یہ کہ میں اپنے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے' اور میری اولاد کو بھی صالح بنا۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں''

اولاد کی اخلاقی ورحانی تربیت:

والدین جس طرح اپنی اولاد کی دنیاوی ترقی وآرام اور ان کی کامیابی اور باعزت زندگی کے لئے خوب محنت وکوشش کرتے ہیں اور تمام ممکن اسباب ووسائل اختیار کرتے ہیں' اولاد کی اخلاقی وروحانی تربیت وترقی کے لئے بھی انہیں اس طرح فکرمند ہونا چاہیے اور ہر ممکن سعی وکوشش کرنی چاہیئے' کیونکہ انسان صرف گوشت پوست کے اس جثہ کا نام نہیں ہے' بلکہ اصل چیز اس کی انسانیت وروحانیت اور اس کا اخلاق وکردار ہے' لہذا اس کے اخلاق وکردار کی تعمیر کی طرف توجہ دینا اور اس مقصد کی خاطر زیادہ محنت وجستجو کرنا یقیناً زیادہ اہم اور ضروری ہے' رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیۃ۔ ''تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور تم میں سے ہر کوئی رعیت کے

بارے میں اللہ کے سامنے جواب دہ ہے'' (بخاری)

لہٰذا اگر کسی کے دل میں یہ خواہش اور تمنا ہو کہ اس کی اولاد اس کے لئے مصیبت و عذاب بننے کی بجائے نعمت و رحمت اور آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے دنیاوی ترقی و کامیابی کے لئے محنت و کوشش اور ضروری انتظام کے ساتھ ساتھ اولاد کی اصلاح کی بھی فکر کرے اور ایسی تعلیم و تربیت کا انتظام کرے جس کی بدولت اولاد کے دل میں فکر آخرت' اللہ کا خوف' دنیا کی فنائیت موت کے بعد آنے والے مرلے کے لئے تیاری کی جستجو' روز قیامت اللہ کی عدالت میں حاضری' اپنے ہر قول و فعل کی جواب دہی' اللہ کے سامنے حساب و کتاب اور جزا و سزا کی فکر اور تیاری کا جذبہ بیدار ہو۔

نیز یہ کہ آج اگر ہم اپنے بچوں کو قرآن و حدیث کی تعلیم سے آراستہ کریں گے تب ہی تو انہیں اس بات کا علم ہوگا کہ قرآن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہے کہ:

''جب تمہاری نظروں کے سامنے ان دونوں (یعنی تمہارے والدین) میں سے کوئی ایک یا وہ دونوں ہی بڑھاپے کی عمر کو پہونچ گئے تو اب (اے انسان!) تم ان کے سامنے ''اف'' بھی نہ کہو'' (بنی اسرائیل: ۲۳)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''کسی انسان کے مرنے کے بعد بعض اوقات اس کے درجات بلند کئے جاتے ہیں' جس پر وہ حیران ہو کر اللہ سے پوچھتا ہے کہ: اے میرے رب! یہ کیا معاملہ ہے؟ اسے اللہ کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے کہ اس وقت تمہاری اولاد تمہارے لئے دعا و استغفار میں مشغول ہے'' (الادب المفرد)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے' سوائے تین چیزوں کے: صدقہ جاریہ یعنی اس نے کوئی ایسا کام کیا ہو جس سے خلق خدا اس کی موت کے بعد بھی مستفید ہو رہی ہو یا ایسا علم جس سے (اس کی موت کے بعد بھی) فائدہ اٹھایا جا رہا ہو۔ یا ایسی اولاد جو اس کیلئے (اسکی موت کے بعد بھی) دعائے خیر کرتی رہے'' (مسلم)

لہٰذا اپنی اولاد کی اخلاقی و دینی تعلیم و تربیت کے بعد ہی یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ جب تک ہم اس دنیا میں زندہ رہیں گے اس وقت تک ہماری اولاد ہمارے سامنے کبھی ''اف'' تک نہیں کہے گی۔ اور جب اللہ کی مرضی اور اس کے حکم سے ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تب ان شاء اللہ ہماری اولاد ہمارے لئے دعائے خیر اور استغفار کرتی رہے گی اور یوں ان شاء اللہ ہماری اولاد ہمارے لئے زندگی میں بھی اور ہمارے انتقال کے بعد بھی رحمت' نعمت اور آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوگی۔

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اولاد کی اخلاقی و روحانی تربیت و اصلاح کی طرف توجہ اور کوشش اور اہتمام و انتظام بچپن سے ہی ہونا چاہیے' کیونکہ جس طرح درخت جب چھوٹا ہوتا ہے تو اس کی شاخوں کو اپنی مرضی

کے مطابق موڑا جا سکتا ہے۔ لیکن وہی درخت جب بڑا اور مضبوط ہو جائے تو اب یہ ممکن نہیں ہو گا' اب اس کی شاخیں ٹوٹ تو سکتی ہیں لیکن انہیں اپنی مرضی کے مطابق موڑا نہیں جا سکتا' اور نہ اب اس درخت کو اپنی مرضی اور پسند کے مطابق کوئی شکل دی جا سکتی ہے بالکل اسی طرح بچے کو ہم زندگی بھر کے لئے جس شکل اور جس انداز میں نیز جن عادات واطوار کا حامل دیکھنا چاہتے ہیں' ہمیں اس کے بچپن میں ہی اسے وہی شکل دے دینی چاہیے اور انہی طور طریقوں کا عادی بنا دینا چاہیے' ورنہ بڑے ہونے کے بعد یہ کام ممکن نہیں ہو گا اور ہماری یہ خواہش کبھی پوری نہ ہو گی اور ہمارا خواب کسی صورت شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا اور بس پھر ہمیشہ کے لئے حسرت ہی رہ جائے گی' اور تب ہماری اپنی ہی یہ اولاد ہمیں بیگانی محسوس ہو گی اور ہم صاحب اولاد ہوتے ہوئے بھی خدانخواستہ خود کو بے اولاد سمجھنے پر مجبور ہوں گے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اپنی اولاد کو سات سال کی عمر سے ہی نماز کا حکم دو'' (احمد)

یعنی اولاد کو بچپن میں ہی نماز کا عادی بنا دیا جائے اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے ہم انہیں ہمیشہ کے لئے جس روپ میں دیکھنے کی خواہش رکھتے ہوں انہیں انکے بچپن اور کم عمری میں ہی اس روپ میں ڈھال دیں' کیونکہ بعد میں یہ ممکن نہیں ہو گا۔

اولاد کے انجام کی فکر:

انسان ہمیشہ اپنی اولاد کی دنیاوی ترقی و کامیابی اور اسکے بہتر مستقبل کے لئے فکرمند اور کوشاں رہتا ہے یقیناً یہ ایک طبعی امر ہے اور اگر یہ کوشش اور جدوجہد شرعی اصول وضوابط کے مطابق ہو تو اس میں شرعاً بھی کوئی قباحت نہیں ہے' بلکہ یہ تو خود شریعت اسلامیہ کی طرف سے ہی والدین کے ذمے ان کی اولاد کے لئے مقرر کردہ حقوق میں شامل ہے۔ البتہ یہاں یہ بات ضرور ذہن میں رہنی چاہیے کہ دنیا کی زندگی عارضی وفانی ہے۔ جبکہ آخرت کی زندگی ابدی ہے' لہٰذا ظاہر ہے کہ آخرت کی کامیابی وراحت کی فکر زیادہ ہونی چاہیے اور اس مقصد کے لئے کوشش اور جدوجہد بھی زیادہ ہونی چاہیے' بہت سے لوگوں کو اکثر وبیشتر یہ کہتے ہوئے سنا جاتا ہے کہ ہمیں اس بات کی انتہائی فکر ہے کہ ہمارے مرنے کے بعد بچوں کا کیا بنے گا' لیکن یہ بھی تو سوچنا چاہیے کہ خود بچوں کے مرنے کے بعد ان (بچوں) کا کیا بنے گا؟ کیونکہ ہمارے بچے بھی تو آخر انسان ہی ہیں اور ہر انسان کی طرح یقیناً اس کی آخری منزل بھی وہی ہے۔ یعنی موت۔ اور پھر اس کے بعد قبر کی تنہائی اور پھر یہ کہ جلد یا بدیر آخر کبھی نہ کبھی تو بچوں کے لئے بھی تو اس دنیائے فانی سے کوچ اور رخصتی کا وقت آ ہی جائے گا' اور اس وقت خواہ ان بچوں کی عمر کچھ بھی ہو خواہ اس وقت یہ بوڑھے ہی کیوں نہ ہو چکے ہوں۔ لیکن بہرحال ہوں گے تو یہ آخر ہمارے ہی بچے اور جیسا کہ رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

''قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے'' (ترمذی)

یعنی کسی کے لئے قبر جنت کا ایک حصہ ہو گی اور کسی کے لئے قبر ہی دوزخ ہو گی' ہمارے یہ معصوم بچے

اور پھول جیسے بچے اور یہ ہمارے جگر گوشے جن کے آرام وراحت کی خاطر آج ہم کس قدر فکر مند رہتے ہیں، اور خصوصاً یہ معصوم بچے دن بھر کھیل کود اور اپنی معصومانہ شرارتوں کے بعد رات کو جب اپنے چھوٹے سے تکیے پر سر رکھے ہوئے سو رہے ہوتے ہیں اس وقت کتنے پیارے لگتے ہیں اور ہمیں ان پر کس قدر پیار آ رہا ہوتا ہے۔ اس وقت ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ ہمیں اچھا لگے یا برا لگے مگر یہ کہ یقیناً کبھی وہ وقت بھی آ ہی جائے گا جب ہمارے یہی لخت جگر اور یہ ہماری آنکھوں کے نور اور دل کے سرور اسی طرح اپنی قبر میں سو رہے ہوں گے، نہ جانے وہ کون سی جگہ ہوگی اور کون سا شہر اور ملک ہوگا؟ اور اللہ ہی جانے وہ قبر ان کے لئے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی...... یا...... خدانخواستہ...... بس آگے تو کچھ لکھتے ہوئے بھی خوف محسوس ہوتا ہے۔...... اللہ ہم سب پر رحم فرمائے، آمین اور اسی جذبے کے تحت ہمیں اپنی اولاد کی اصلاح اور مناسب اخلاقی تربیت کے لئے فکر اور کوشش کرنی چاہیے، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: یاایھا الذین امنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا ''اے ایمان والو! تم بچالو خود اپنے آپ کو بھی اور اپنے اہل وعیال کو بھی جہنم کی آگ سے''۔ (التحریم:۶)

اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''تم اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، تاکہ تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے''۔ (حاکم)

اس حدیث کی رو سے یہ بات خوب واضح ہے کہ آج ہم اپنے والدین کے ساتھ جس قسم کا سلوک کریں گے کل ہماری اولاد بھی ہمارے ساتھ بعینہ وہی سلوک کرے گی، لہٰذا انسان کو یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اللہ نے یہ معاملہ تو خود انسان ہی کے حوالے کر دیا ہے اور اسی کے اختیار میں یہ چیز دے دی ہے، اب اس کی مرضی ہے کہ وہ اپنے لئے کیا چیز پسند کرتا ہے، آج وہ خود جو کچھ اپنے والدین کے ساتھ کرے گا کل وہی اس کے ساتھ بھی ہو جائے گا، قدرت کا قانون اٹل ہے جسے کوئی بدل نہیں سکتا، لہٰذا انسان کو اللہ سے ڈرنا چاہیے اور تصور کی آنکھ سے اس منظر کو دیکھنا چاہیے کہ جب وہ خود بوڑھا، کمزور اور محتاج ہو چکا ہوگا، اور اس وقت اس کی دلی تمنا ہوگی کہ اس کی یہ اولاد جس کی خاطر اس نے زندگی بھر کولہو کے بیل کی طرح محنت کی، جس کا مستقبل سنوارنے کی خاطر اس نے اپنی کتنی ہی خواہشات اور آرزوؤں کا خون کیا، کاش آج یہ اولد اس کے لئے سہارا بن سکے اور اسی کے بڑھاپے کے لئے لاٹھی کا کام دے سکے...... اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کی یہ آرزو پوری ہو اور اس کی اولاد اس کے بڑھاپے اور محتاجی و کمزوری کے وقت اس سے اپنی آنکھیں نہ پھیر لے اور اسے بے یار و مددگار نہ چھوڑے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ آج وہ خود بھی جس قدر ممکن ہو سکے اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے۔